قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ط

ظلمتیں کافور ہو جائینگی اک دن دیکھنا | عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | میں بھی اک نورانی چہرے کے پرستاروں میں ہوں

اتکفر خلفاء النبی تجاسراً
وانکنت قد ساء تک امر خلافة
فباذنه قد وقع ما کان واقعاً
وما استخلف الله العلیم کل اهل
وقضیت امر خلافة موعودة

اتلعن من هو مثل بدر منور
فحارب ملیکاً اجتبا هم کمشتری
فلا تبک بعد ظهور قد ر مقدر
وما کان فی الکائنات کمهتر
وفی ذالک آیات لقلب مفکر

الفضل

مقامی خبرات (للعہ)

ایڈیٹر - صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب

مضامین بنام ایڈیٹر اور باقی تمام خط الفضل قادیان

چندہ ... (للعہ روپے)

(13)

جلد ۲	۲۲ - جون ۱۹۱۴ء مطابق ۲۶ رجب ۱۳۳۲ھ بروز سوموار	نمبر ۴

مدینۃ المسیح

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ رب العالمین - بخیر و عافیت ہیں ظہر و عصر کے وقت با قاعدہ درس دیتے ہیں اور صبح مستورات میں درس ہوتا ہے - حدیث شریف کا درس بوجہ ناسازی طبع عالی چند روز سے ملتوی ہے - انشاء اللہ عنقریب شروع ہو گا

(۲) آج ۲۱ جون کو صدر انجمن کی مجلس معتمدین کا اجلاس ہے فیصلوں میں اہم بات ہو گی تو معلوم ہونے پر اطلاع دی جائے گی ؂

(۳) موسم گرم بہت ہے مگر کل اور آج تقاطر کی وجہ سے گرمی میں کچھ کمی ہوئی ہے ؂

(۴) مبلغین کو پچھلے جمعہ مناظرہ کا طریق سکھایا گیا - ایک فریق نے وفات مسیح پر دلائل پیش کئے - دوسرے نے ان پر جرح کی - میرے خیال میں اس سے بہتر یہ ہو گا کہ بغیر پارٹیاں بنانے کے ایک صاحب اعتراض پیش کریں اور دوسرے صاحب اس اعتراض کا جواب دیں ؂

۲۰ جون کو تو مدرسوں میں بتقریب جشن سالگرہ حضور وائسرا بالقابہ تعطیل ہوئی

معلوم ہوا کہ احمدیہ بلڈنگس میں درس آٹھ دس روز سے بند ہے کیونکہ مولوی محمد علی صاحب کو خاص وجوہات سے غالباً قانونی مشوروں کے لئے ایک وکیل کی کوٹھی پر اکثر رہنا پڑا یہانتک کہ مشہور ہو گیا کہ اسی کی کوٹھی پر چلے گئے - اب مولوی موصوف لاہور کی گرمی برداشت نہیں کر سکتے اس لئے مدینۃ المسیح (جو لاہور میں ایک کرایہ کی زمین کا نام ہے) کا انتقال ایبٹ آباد ہوتا ہے - اُمید ہے - خبر خیریت کا حال بذریعہ پیغام معلوم ہوتا رہے گا - گو دو تین پرچوں سے یہ سلسلہ بند ہے - ہاں درس قرآن اب گرمیوں کے بعد ہی سنایا جا سکیگا - جو قادیان نہیں کہ جہاں بارہ مہینے دن میں کئی کئی درس ہوں ؂ ماسٹر سعد الدین صاحب ولایت پہنچ گئے

درخواست بیعت سید محمد شاہ نواز احمدی ہیڈ کنسٹبل دہرم کوٹ (فیروزپور) بیعت کی درخواست اور اس وقت تک رکا رہنے کی معذرت کرتے ہیں

دُعا ماسٹر فضل الٰہی احمدی ڈرائنگ ماسٹر دوال اپنی والدہ کی صحتیابی کے لئے اور تبارک عطر فروش محی الدین پور (ڈکنگ) اپنی صحت کے لئے احباب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں ؂

نو مبائعین چودھری حسن علیخان صاحب پھگلانہ تحصیل ہوشیارپور مسماۃ فتح بی بی صاحبہ اہلیہ میاں غلام محمد صاحب احمدی علی پور کیرہ والہ - سید عبد القیوم صاحب ملیح آبادی لکھنوٴ منشی عبد الحمید صاحب سگنلر راولپنڈی سابق مبائعین سے ہیں ...

باہتمام منشی غلام رسول مینیجر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر حضرۃ صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب پرنٹر پبلشر و پراپرائٹر کیلئے شائع ہوا۔

کلامِ محمود

فرمایا۔ تعجب ہے۔ کہ ہماری انجمن میں زکواۃ کا بھی ایک بجٹ تیار ہوتا ہے۔ زکواۃ کا مال جمع کرنے کے لئے نہیں۔ وہ تو خرچ کرنے کے لئے ہے۔ اور اس کے مصارف اللہ تعالیٰ نے ع التوبۃ ۱ میں بتا دیئے ہیں۔

فرمایا۔ لیدحضوکم پر غور کرتے۔ تو ہمارے بعض دوست دھوکہ میں نہ آتے۔ جو جب لوگوں سے اپنی تعریف (جو بعض اغراض کی بناء پر کی جاتی ہے) سنتے ہیں۔ تو پھر انھیں اپنے میں سے سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ حالانکہ ایسے غیر احمدیوں میں اگر کوئی کھوٹ نہ ہو۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ وہ ہمارے امام کی تعریف نہیں کرتے۔ اگر کریں۔ تو پھر پوچھنا چاہیئے آیا جو ایسا بزرگ ہے وہ مفتری بھی ہو سکتا ہے۔ اگر مفتری نہیں تو پھر تم ایمان کیوں نہیں لاتے۔ یاد رکھو ایسے لوگوں کے دھوکہ میں نہ آؤ۔ جو صرف تمہاری تعریف کر دیتے ہیں۔ حالانکہ تعریف کا مستحق تو اللہ اور اسکا فرستادہ ہے۔ واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ۔

فرمایا۔ بعض لوگ اپنی خدمات و ایمان پر بڑا ناز کرتے ہیں حالانکہ صحابہ کے بارہ میں بھی ما الحمد تولا لبعدك آیا ہے۔ یہاں فرمایا ہے۔ قد کفرتم بعد ایمانکم جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ منافقوں میں سے بعض ایسے تھے۔ جو پہلے سچے دل سے ایمان لائے۔ اور خدمات کیں۔ ۸ جون ۱۹۱۶ء

فرمایا۔ المنافقون والمنافقت بعضھم من بعض میں بعضہم من بعض کے یہ معنی نہیں۔ کہ ایک دوسرے کے باپ بیٹے یا رشتہ دار ہیں۔ بلکہ اس سے مراد یہ ہے۔ کہ ایک دوسرے سے تعلقات رکھتے ہیں۔ یہ عربی محاورہ ہے۔ انت منی وانا منك سے بھی اظہار تعلق مراد ہے۔ غیر احمدی (اور پھر اب بعض منکر خلافت احمدی بھی) اس پر اعتراض کرنے لگے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ اس سے حضرت صاحب کا خدا ہونا لازم آتا ہے۔ حالانکہ مراد اس سے صرف اظہار تعلق ہے۔

حبطت اعمالھم فی الدنیا والآخرۃ کے یہ معنے ہیں۔ کہ یہ لوگ جو کوششیں دنیا کے متعلق یا دین و آخرۃ کے متعلق غلبہ پانے کے لئے کر رہے ہیں۔ وہ سب اکارت جائینگی۔ اور یہ لوگ اپنے مقاصد میں ناکام رہیں گے۔ بعض لوگوں نے غلطی سے یہ سمجھ رکھا ہے۔ کہ کافر کے تمام اعمال ضائع جاتے ہیں۔ میرا یہ مذہب نہیں۔ کیونکہ قرآن مجید میں من یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ آیا ہے۔ کفر بغاوت کو کہتے ہیں۔ جیسے ایک گورنمنٹ کی کوئی بغاوت کرے تو اور جرموں سے بچنا یا اور ٹیکسوں کا بجا لانا اسے اس بغاوت کی سزا سے بچا نہیں سکتا۔ اسی طرح خدا کے فرستادہ کے انکار کی سزا ضرور ملیگی۔ اور جب بخشش کا موقعہ آئیگا۔ تو ایک غیر احمدی جو آنحضرت صلعم پر ایمان لایا ہے۔ اس یہودی و عیسائی سے جو آنحضرت صلعم کا منکر ہے۔ پہلے دوزخ سے نکالا جائیگا۔ اور اس کے نماز روزہ زکواۃ وغیرہ اعمال حسنہ کا بھی سزائے کفر کے بعد اس کی نیت کے خلوص کے مطابق لحاظ کیا جائیگا۔ بہرحال رسول کے انکار سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔ مگر کفر کی سزا ابدی جہنم یا تمام اعمال حسنہ کا دنیا یا آخرت میں ضائع جانا نہیں۔ ہاں کفر جو بہت بڑی بغاوت ہے۔ وہ اعمال حسنہ کے نیک نتائج کے آڑے آجاتی ہے ✤

تازہ اخبار

البانیہ میں پرنس آف ویڈ کی حکومت کو سخت تزلزل آرہا ہے۔ البانی فوج کا ایک ڈچ آفیسر اور سات سو البیوری عیسائی مسلمان البانیوں کے ہاتھ سے مارے جا چکے ہیں۔ اور صبح و شام درازو کے مفتوح ہونے کی امید کی جاتی ہے۔

۲۔ ٹرکی و یونان کے تعلقات گو زبانی اور کاغذوں پر مصالحت آمیز بتائے جاتے ہیں۔ لیکن اصل معاملہ یہ ہے۔ کہ وقت کا انتظار ہے۔ طرفین تیاریوں میں مصروف ہیں۔ چنانچہ علاوہ رشادیہ اور سلطان عثمان کی فوری تیاری کے احکام جاری کرنے کے سوا اللہ کو ٹن کوئلہ اور پانچ بار برداری کے جہاز خریدنے کیلئے ایک جماعت انگلستان پہنچی ہے۔ ٹرکی جزائر کیوس اور میتلین کو چھوڑنا نہیں چاہتی۔ یونان دینا نہیں چاہتا۔ رومانیہ کی مداخلت کا دونوں کو خوف ہے۔

۳۔ میکسیکو میں ہورٹہ کا ستارۂ اقبال غروب ہو کر پھر چمکنے لگا ہے۔ نیاگرا کی کانفرنس مصالحت ٹوٹ چکی ہے باغی جرنیلوں میں پہلا سا اتحاد نہیں رہا۔ ان کو بری اور بحری شکستیں ہوئی ہیں۔ چنانچہ کارنٹیکس پر بری سپاہ کو اور میکسیکو نامی جہاز کو مقام مرانگڈن کے قریب ہورٹہ کے گنبوٹ نے شکست دی ✤

۴۔ دیگر ممالک میں امن ہے۔ اور عرب کے امیر بن سعود اور ٹرکی سلطنت میں باہمی ایک خفیہ معاہدہ ہو گیا ہے۔ جس کی ایک دفعہ یہ ہے۔ کہ امیر صوبہ الحصا کی آمد کا دسواں حصہ سلطنت ٹرکی کو دیگا۔

۵۔ ہندوستان میں مقدمہ سازش بم تا حال دہلی سشن جج کورٹ میں جاری ہے۔ پنجاب ہائی کورٹ میں زمیندار کا اپیل پیش ہو چکا۔ فیصلہ کا انتظار ہے ✤

۶۔ قسطنطنیہ میں وزارت حربیہ سے تمام مالکان اخبارات کے نام تہدیدی حکم جاری ہوا ہے۔ کہ پردہ کی مخالفت میں آئندہ کوئی مضمون نہ چھپے۔

۷۔ عثمانی پارلیمنٹ میں سلطان المعظم نے جو تقریر کی اس میں شتلجہ پر اپنی خوفناک شکست کا اقرار کیا۔ اور پھر اس کے بعد غلبہ عطا ہونے پر الہی شکریہ ادا کیا ہے۔ گویا غلبت الروم فی ادنی الارض وہم بعد غلبہم سیغلبون۔ حضرت اقدس کے الہام کی پوری تصدیق کی ہے۔ (۸) لارڈ ہارڈنگ بالقابہ کی میعاد وائسرائی میں اضافہ کیلئے درخواست دینے کیلئے جا بجا جلسے قرار پائے ہیں۔

شکریہ

گو لیکی (گجرات) میں طاعون پھوٹا۔ اور خدا تعالیٰ کی خاص مصلحتوں اور حکمتوں کے ماتحت اس محلہ میں پھیلا۔ جو احمدیوں کا محلہ کہلاتا ہے۔ وبا کا حملہ بڑا تیز تھا۔ اس اضطراب کی حالت میں اپنے مخدوم و مطاع کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ گو میری شرم و کوتاہی کی وجہ سے جو حق عرض کرنے کا تھا۔ وہ عرض نہ ہو سکا۔ مگر تاہم حضور کی دعاؤں کی برکت کل احمدی بیعت کرنے والے صحیح و سلامت رہے۔ اب میرے وطنی بھائیوں کو چاہیئے۔ کہ وہ اس شکرانہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور گر جائیں۔ اور جس مال سے وہ موت کے زبردست ہاتھ سے علیحدہ کئے جانے والے تھے۔ وہ مال حسب استطاعت اپنی رضامندی سے اللہ کی راہ میں دیدیں۔ ایسا نہ ہو۔ کہ کفران نعمت کوئی مصیبت لائے۔ (خاکسار اکمل عفا اللہ عنہ)

پیغام بند کر دیا جائے

خاکسار کی چند سطور دربارۂ پیغام صلح اپنے اخبار گوہر بار میں شائع فرما دیں۔ ہمارا قلب برداشت نہیں کرتا۔ کہ پیغام کے خریدار ہو کر خدا کے قائم کردہ سلسلہ کی توہین میں مدد دیکر بجائے ثواب کے ... خریدیں۔ پس پیغام ہمارے نام سے بند کر دیں۔ خاکساران۔ (۱) روشن دین خریدار پیغام نمبر ۸۰۷۔ (۲) عبداللہ خان خریدار نمبر ۱۳۲۔ (۳) حکیم فضل کریم قلعہ صوبہ سنگھ خریدار نمبر ۶۵۸ ✤

(الخطبہ) قادیان کے ایک مہاجر صوفی تصور حسین صاحب جو حافظ۔ عالم اور پرانے مخلص ہیں۔ نکاح ثانی کرانا چاہتے ہیں۔ گذارہ معقول ہے۔ جو صاحب ان کے ساتھ تعلق چاہیں۔ بذریعہ الفضل خط و کتابت کریں۔ (مینجر)

حضرت صاحبزادہ اولوالعزم خلیفۃ المسیح والمہدی مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ ۲۹ - سورۃ الحاقہ بقیہ رکوع دوم

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

کے لئے احکام نہیں ہیں۔ اسلئے ان کا ابتداء ربوبیت عالمین سے شروع نہیں کیا گیا مگر چونکہ قرآن شریف ساری دنیا کے لئے ہے اس کی نسبت بار بار کہا جاتا ہے کہ یہ رب العالمین کی طرف سے ہے۔ قرآن کریم کی ابتدا ہی اس سے کیگئی ہے ؛

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ ۝ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ۝ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ ۝ فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ ۝

اگر یہ ہم پر بعض باتیں اپنی طرف سے بناکر ہماری طرف سے پیش کر دیتا تو ہم اس کا دایاں ہاتھ پکڑ لیتے اور اسکی رگ جان کاٹ دیتے پھر ہمارے عذاب سے کوئی شخص اس کو بچانے والا نہ ہوتا

اس آیت پر لوگوں نے بڑی بڑی بحثیں کی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اس کو اپنے ثبوت کے طور پر پیش کیا ہے لوگ کہتے ہیں کہ یہ آیت صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تھی اور یہ آپ ہی کی ذات سے خاص ہے اور کسی کے لئے نہیں ہے۔ لیکن یہ کہنا بڑی بے وقوفی کی بات ہے۔ مثلاً زید نبوت کا دعوے کرے اور کہے اگر میں جھوٹا ہوں تو میرے سر پر کوا بیٹھے گا۔ اور اگر کوئی اسے کہے کہ یہ نبوت کے لئے کس طرح دلیل ہو سکتی ہے تو وہ کہے یہ دلیل مجھ سے مخصوص ہے۔ اور کسی سے ایسا نہیں ہو سکتا۔ البتہ میں اگر جھوٹا ہوں تو میرے سر پر ضرور کوا بیٹھے گا اور اگر سچا ہوں تو نہیں بیٹھے گا یہی میری سچائی کی دلیل ہے یہ کیسی لغویات ہے۔ ایسی بات قطعاً حجت نہیں ہو سکتی۔ دلیل وہی ہوتی ہے۔ جو کہ تمام پر منطبق ہو سکے۔ مثلاً ایک بھیڑ اس لئے بھیڑ کہلاتی ہے کہ دوسری بھیڑوں سے مشابہ ہے ایک انسان اس وجہ سے انسان کہلاتا ہے کہ دوسرے انسانوں سے ملتا جلتا ہے۔ اسی طرح ایک نبی کے لئے وہی دلیل حجت ہو سکتی ہے جو کہ ہر ایک نبی کے لئے ہو۔ یہ آیت بھی ہر ایک نبی کی صداقت سے تعلق رکھتی ہے ؛

اس آیت کو حضرت مسیح موعود نے اپنی صداقت کیلئے ثبوت کے طور پر پیش کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ تیئیس سال تک کوئی کاذب مدعی زندہ نہیں رہ سکتا مگر اس پر چند سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ (۱) اول یہ کہ آیت جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری تو اس وقت یہ آپ کی صداقت پر دلیل تھی یا نہیں۔ اگر تھی تو یہ آیت مکی ہے اور مکہ میں دعوے کے بعد آپ تیرہ سال رہے ہیں۔ اگر یہ بھی مان لیا جاوے کہ یہ آیت ہجرت کے قریب نازل ہوئی تھی تب بھی تیرہ سال میعاد بنتی ہے نہ تیئیس سال اور اگر یہ دلیل اس وقت درست نہ تھی۔ تو مخالفوں کے سامنے پیش کرنے کا کوئی فائدہ نہ تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہی بات ہے، کہ جس وقت یہ آیت اتری تھی اسی وقت سے کفار پر حجت تھی۔ اور کوئی جھوٹا نبی تیرہ سال کی میعاد بھی نہیں پا سکتا۔ اور حضرت صاحب نے جو تیئیس سال کی میعاد مقرر فرمائی ہے تو یہ حد سے حد میعاد ہے جس کا کوئی مسلمان انکار ہی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی عمر بعد دعوائے نبوت کے کل تیئیس سال ہوئی تو اگر یہ مان لیا جائے کہ جھوٹا مدعی بھی اسقدر عمر پا سکتا ہے۔ تو نعوذ باللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تکذیب لازم آتی ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قول غیر احمدیوں پر پوری طرح اتمام حجت کرنے کے لئے کافی ہے جس کا وہ انکار کر ہی نہیں سکتے

دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم بہت سے ایسے جھوٹے نبی بتا سکتے ہیں۔ جو کہ تیرہ سال چھوڑ تیئیس سال سے بھی زیادہ زندہ رہے ہیں۔ تو ان کے مقابلہ میں یہ دلیل کیونکر چل سکتی ہے۔ اس کے لئے یاد رکھنا چاہیئے کہ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے۔ لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ۔ یعنے اگر یہ بعض باتیں اپنی طرف سے بنا کر ہماری طرف منسوب کرے تو ہم اُسے یہ سزا دینگے۔ پس یہ سزا صرف اسی شخص کے لئے ہے جو جان بوجھ کر جھوٹ بولے۔ اور اُسے کوئی الہام تو نہ ہو مگر اپنی طرف سے الہام بنا کر لوگوں کو دہوکا دینے کے لئے اسے شائع کرے۔ اور اس آیت کے ماتحت وہ لوگ نہیں آتے جو پاگل ہوتے ہیں یا ان کا دماغ ایسا ہوتا ہے کہ اپنے خیالات کے ماتحت انکو خوابیں آجاتی ہیں۔ کیونکہ وہ ایک حد تک معذور ہوتے ہیں یا وہ لوگ جن کو شیطانی الہام ہو جاتا ہے یا سچا الہام ہوتا ہے لیکن اس کے معنے غلط سمجھ لیتے ہیں یہ سب ایک حد تک معذور ہوتے ہیں کیونکہ یہ تقول نہیں کرتے بلکہ خود بھی دھوکا خوردہ ہوتے ہیں۔ اس آیت کے ماتحت وہی شخص آتا ہے جو جان بوجھ کر جھوٹ بولتا ہے۔ اور اپنی طرف سے الہام بنا کر لوگوں کو سناتا ہے۔

اب اسپر پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر سچے اور جھوٹے میں فرق ہی کیا رہا۔ جبکہ نفسانی اور شیطانی الہام پانے والا بھی زندہ رہ سکتا ہے اور مجنون بھی معذور قرار پا سکتا ہے تو سچے اور جھوٹے میں کیا فرق رہ جاتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ایسے لوگوں کے لئے قرآن شریف نے دوسری جگہوں پر اور احکام بیان فرمائے ہیں اور سچوں کے لئے ایسے امتیازات بیان فرمائے ہیں۔ جن میں کوئی جھوٹا انکا شریک نہیں ہو سکتا۔ مثلاً یہ کہ اُن کی ہرگز ہرگز کوئی جماعت نہیں بن سکتی بلکہ یا تو تنہا اِس دنیا سے گذر جاتے ہیں یا صرف چند آدمی انکے ساتھ ہوتے ہیں اور ان کو کبھی ایسی اہمیت نہیں ملتی کہ اُنکے فتنہ کو دور کرنے کے لئے کوئی خاص کوشش کرنی پڑے۔ ڈاکٹر عبد الحکیم کو دیکھ لو آج تک ایک آدمی بھی اُس کو ساتھ شامل نہیں ہوا ایسے آدمی کا ہونا نہ ہونا برابر ہوتا ہے ؛

وَإِنَّا لَنَعْلَمُ أَنَّ مِنْكُمْ مُكَذِّبِينَ ۝

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ تم میں سے بعض ہماری آیات کو جھٹلانیوالے ہیں ؛

وَإِنَّهُ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ ۝

لیکن باوجود اس کے کہ تم ہمارے رسول اور ہماری کتاب کو جھٹلاتے ہو تمہارے دلوں میں

وہ ایک حسرت کے طور پر ہے۔ اور تم اس کتاب کو دیکھ دیکھ کر کڑھتے ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب مخالفوں کو کتابیں لکھ کر چیلنج دیا کہ ان کتابوں کے مقابلہ میں کتابیں لکھو۔ تو مولوی ثناء اللہ اور محمد حسین کہنے لگے۔ کہ دوسری کتابوں کی نقل کر کر کتابیں لکھ دی ہیں۔ لیکن دل میں خوب جانتے تھے کہ ہم سے ایسی نہیں لکھی جا سکتیں کیونکہ انھوں نے مقابلہ میں کوئی کتاب نہ لکھی۔ اگر حضرت مسیح موعود کی کتابیں اور کتابوں کی نقلیں تھیں تو وہ نقل کر کے ہی چھاپ دیتے لیکن یہ بھی نہ کر سکے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ قرآن ہر وقت ان کے دلوں میں حسرت ہے ۔

وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ ○	رسول کریم صلعم کو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ تیری باتیں سچ ہیں۔ ان میں ذرا بھی شک نہیں ۔
فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ع	جب تجھے اللہ نے ایسا اعلےٰ دلائل اور براہین دئے تو تجھے یہ کرنا چاہیئے۔ کہ تو اس نیک

اللہ کی۔ جو کہ بہت بڑا ہے تسبیح کرے ۔

پارہ ۲۹۔ سورۃ المعارج رکوع اول

مورخہ ۵۔ مئی ۱۹۱۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فرمایا کہ لوگ منکر ہیں عذاب سے۔ اور کہتے ہیں کیا وہ عذاب جس کی خبر سورہ الحاقہ میں دی گئی ہے۔ آسکتا ہے لیکن اس کے نہ آنے کی کوئی وجہ نہیں بتاتے ۔

دراصل میں لوگ ایک نئی بات نہ ماننے میں مجبور ہوتے ہیں۔ کیونکہ ایک آدمی جو انہی کی طرح چلتا پھرتا۔ کھاتا پیتا ہے کہتا ہے کہ مجھے نبی مان لو۔ اور اگر نہیں مانوگے تو تم پر عذاب آئے گا۔ اور تم تباہ ہو جاؤ گے۔ اور مجھے اور میرے ماننے والوں کو عزت دی جائے گی۔ تمہارے گھر ہمارے قبضہ میں آجاویں گے ہم بادشاہ ہو نگے پس اگر ایسی باتیں سُنکر کسی کو تعجب پیدا ہو تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ ایسے قرائن اور سامان مہیا فرما دیتا ہے۔ جن کی وجہ سے جھوٹے اور سچے میں تمیز ہو سکتی ہے ۔

سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۙ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ ۙ مِّنَ اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِ ؕ	پوچھنے والے پوچھتے ہیں کہ کیا جس نہ ٹلنے والے عذاب کی خبر دیگئی ہے وہ درحقیقت واقعہ ہو گا کفار کے لئے اور اسے کوئی شخص ہٹا نہ سکے گا اور یہ عذاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو گا (یعنی واقع من اللہ) جو

بڑے درجات والا ہے۔ اس جگہ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ذو المعارج بیان فرمائی ہے یعنے اس کے پاس اس قدر مدارج عالیہ ہیں کہ تم ان کو گن نہیں سکتے۔ خواہ انسان کتنی ہی ترقی کرے۔ اللہ تعالیٰ کے مدارج کو طے نہیں کر سکتا۔ اور پھر بھی بے تعداد مدارج ابھی باقی ہوتے ہیں جن کو اس نے طے کرنا ہوتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کون ترقی کریگا۔ آپ باوجود اس شان کے جو آپ کو حاصل تھی۔ اللہ تعالیٰ کے حضور میں قریب سے قریب تر ہوتے تھے اور کوئی دن نہیں آیا جس کی نسبت کہا جا سکتا ہو کہ اب آپ ترقی کے انتہائی نقطہ پر پہونچ گئے۔ آپ کی وفات کے بعد بھی آپ کی ترقی جاری ہے اور یہی وجہ ہے کہ آپ پر درود پڑھنے کا حکم ہے۔ اگر آپ ترقیات کو ختم کر چکے ہوتے تو درود کی ضرورت نہ تھی۔ آپ کے لئے درود پڑھنے کا حکم ثابت کرتا ہے کہ بہشت میں بھی آپ برابر ترقی کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے مگر پھر بھی اللہ تعالیٰ کے قرب کے مدارج عالیہ ختم نہ ہونگے۔ اور ہمیشہ ہمیش کے لئے یہ ترقی جاری رہے گی پس جب آپ جیسا انسان کہ جس کی مانند نہ آج تک کوئی ہوا اور نہ آئندہ ہو گا۔ ترقی کی آخری منزل کو طے نہیں کر سکا تو اور کونسا شخص ہے جو کہہ سکے کہ میں کل مدارج طے کر چکا ہوں اب اس کے آگے کوئی ترقی باقی نہیں رہی۔ اللہ تعالیٰ کے قرب کے مدارج کبھی ختم نہیں ہوتے۔ جس طرح وہ غیر محدود ہے اسی طرح اس کے قرب کی راہیں بھی غیر محدود ہیں مِنَ اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِ کے یہ معنے ہیں کہ ایسے خدا کی طرف سے جس کے درجات ختم نہیں ہوتے۔ لوگ ابدالآباد تک جنت میں ہی رہیں گے اور جنت میں بھی اُنکے مدارج ترقی کرتے جائیں گے دُنیا کی حکومتوں کے درجے ختم ہو جاتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالےٰ کے حضور بندے کے درجے روز بروز بڑھتے رہتے ہیں۔ دوسرے اس کے یہ معنے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خود بڑا عالی شان ہے اور بڑی شان والا ہے ۔

بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۔ با کے معنے عن کے بھی ہیں یعنے سَاَلَ سَآئِلٌ عَنْ عَذَابٍ وَّاقِعٍ ۔ پوچھنے والا عذاب کی نسبت پوچھتا ہے۔ با اگر طلب ہو یعنے طلب کے تو اس کا عذاب کو طلب کرتا ہے یا دُعا کرنے والے نے دُعا کی کہ عذاب آوے۔ ممکن ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہی دعا کی ہو کہ کافروں کے لئے عذاب آوے تاکہ پیشگوئی پوری ہو ۔

تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ	تم لوگ اللہ کے اندازوں کو کیا سمجھ سکتے ہو اس کے ایسے کام ہیں جو تمہارے اندازوں میں بھی نہیں آسکتے۔ تمہارے اندازے تو نہایت محدود ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالےٰ کے اندازے تو ایسے ہیں کہ وہ تمہارے اندازوں کے

مطابق پچاس ہزار سال تک کے ہوتے ہیں ۔

یَوْم کے معنے وقت کے ہیں۔ چونکہ وقتوں کا اندازہ دن اور رات سے کیا جاتا ہے اسلئے یوم دن پر بھی بولا جاتا ہے مگر اصل معنی وقت ہی ہیں ۔

ملائکہ اور خدا کا کلام یا کلام لانیوالے فرشتے جو دنیا کے بعض کاموں کی تدبیر کے لئے اُترتے اور چڑھتے ہیں۔ بعض دفعہ اس تدبیر کا عرصہ پچاس ہزار سال تک ممتد ہوتا ہے۔ ادھر انسانی تاریخ کو دیکھیں تو صرف چھ سات ہزار تک اس کا پتہ لگتا ہے ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

۲۲ جون ۱۹۱۴ء
الفضل

کیا نبی کے اہل بیت تفرقہ کے موجب ہوتے ہیں؟

۹ جون کے پیغام میں مدینۃ المسیح کے متعلق ایک مضمون چھپا ہے۔ اس کے آخری فقرہ کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ آپ لکھتے ہیں۔ کہ "اہل بیت کا وجود جیسے کہ پہلے قوم کے لئے موجب ابتلاء اور تفرقہ اہل اسلام ہوا۔ ایسا ہی اب بھی ہوا"۔ (گویا آپکے نزدیک یزید و شمر بڑے بزرگوار تھے۔ کیونکہ انھوں نے اس تفرقہ اور ابتلاء کے موجبات کو صفحہ دنیا سے ناپید کرنے کی کوشش کی۔ موجودہ اہل بیت کا فتنہ فرو کرنے کے لئے جانشینی کا سوال درپیش ہے۔)

اس کے جواب میں عرض ہے۔ کہ یہ بات آپنے قرآن مجید سے استنباط کی ہے یا کسی حدیث میں آپنے پڑھا ہے۔ کہ اہل بیت کا وجود موجب تفرقہ ہوا کرتا ہے۔ یا مسیح موعود کا کوئی الہام اس قسم کا ہے۔ یا شاید آپ کسی اپنے الہام کی بناء پر کہتے ہوں گے۔ پھر کیا واقعات صحیحہ اس کے شاہد ہیں۔ سنئے جسقدر ہمیں صحیح حالات معلوم ہیں۔ ان سے پتہ چلتا ہے۔ کہ اہل بیت کا وجود ہمیشہ خیر و برکت ہی کا موجب ہوا۔ دنیا میں ابراہیم مبعوث ہوا۔ اسے خدا کا حکم ملتا ہے۔ کہ بیٹا ذبح کرو۔ اور بیٹا جو اہل بیت کا ایک رکن ہے۔ کہتا ہے۔ کہ یا ابت افعل ما تؤمر مولوی صاحب کیا اسمٰعیلؑ جیسا فنا فی اللہ شخص تفرقہ کا موجب ہو سکتا ہے۔ کیا وہ اپنے باپ کی جماعت کو پراگندہ کر سکتا ہے۔ پھر اہل بیت کا دوسرا رکن اسحٰقؑ ہے۔ اسے بھی نبوت ہی ملتی ہے۔ کیا وہ موجب تفرقہ تھا؟ انصاف سے کہئیگا۔ پھر اسحٰق کے اہل بیت کا رکن اعلیٰ یعقوب تھا۔ کیا وہ تفرقہ انداز ہوا؟ پھر یعقوب کی گدی پر یوسف بیٹھتا ہے کیا اس نے کسی قوم میں فساد ڈلوایا؟ پھر داؤد کو سلیمان ملتا ہے۔ کیا وہ مفسد تھا۔ پھر ذکریا کو یحییٰ کی بشارت ہوتی ہے۔ مولوی صاحب کیا اس نے کوئی فساد پھیلایا۔ پھر موسیٰ کو اسکا بھائی ہارون وزیر کے طور پر ملتا ہے۔ کیا وہ فتنہ پرداز آدمی تھا؟ اچھا آگے چلئے۔ آپنے اہل بیت اور ذریۃ طیبہ کو مفسد قرار دیتے ہیں مگر قرآن مجید فرماتا ہے کہ

و وھبنا لہ اسحٰق و یعقوب کلا ھدینا و نوحاً ھدینا من قبل و من ذریتہ داؤد و سلیمان و ایوب و یوسف و موسیٰ و ھارون و کذالک نجزی المحسنین و زکریا و یحییٰ و عیسیٰ و الیاس کل من الصالحین و اسمٰعیل و الیسع و یونس و لوطا و کلا فضلنا علی العالمین و من اٰبائھم و ذریاتھم و اخوانھم و اجتبیناھم و ھدیناھم الی صراط مستقیم ذالک ھدی اللہ یھدی بہ من یشاء من عبادہ۔

ان آیات میں اللہ تعالےٰ اہل بیت اور ذریۃ طیبہ کی کسقدر تعریف کرتا ہے۔ انہیں صالحین محسنین۔ مفضل علی العالمین قرار دیتا ہے۔ اور فرماتا ہے۔ کہ یہ نبی تمام قریباً ایک دوسرے کے اہل بیت اور ذریت تھے۔ اور صاف فرماتا ہے۔ کہ میں نبیوں کی اولاد اور ان کے آباء کو چن لیتا ہوں۔ اور انھیں اپنی خاص ہدایت سے بہرہ ور کرتا ہوں"

مولوی صاحب! آپکے نزدیک نبیوں کے اہل بیت مفسد ہوتے ہیں۔ مگر ایک نبی کا قول سنئے۔ ابراہیمؑ خدا کی حمد کرتا ہوا کہتا ہے۔ الحمد للہ الذی وھب لی علی الکبر اسمٰعیل و اسحٰق ان ربی لسمیع الدعاء یعنی کیسا رحیم کریم ہے وہ مہربان خدا جس نے مجھے اسمٰعیل اسحٰق جیسے صالح اہل بیت عطا فرمائے ہیں۔

پھر سورۃ عنکبوت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ و وھبنا لہ اسحٰق و یعقوب و جعلنا فی ذریتہ النبوۃ و الکتٰب و اٰتیناہ اجرہ فی الدنیا۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ اہل بیت ہمیشہ سے موجب فساد ہوتے آئے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ اپنا احسان بیان کرتا ہے۔ کہ ہم نے ابراہیم کو نیک اہل بیت اور پاک ذریت عطا کی۔ اور ان کے خاندان کو بڑی بڑی خوبیوں کا وارث بنایا۔

پھر اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ایک دعا سکھلاتا ہے۔ ربنا ھب لنا من ازواجنا و ذریاتنا قرۃ اعین و اجعلنا للمتقین اماما۔ مولوی صاحب! اللہ تعالیٰ تو پاک اولاد اور نیک اہل بیت کو ایک نعمت ٹھہراتا ہے۔ اور آپ فرماتے ہیں۔ کہ ابتداء سے سب نبیوں کے اہل بیت مفسد اور تفرقہ انداز ہی ہوا کرتے ہیں۔ گویا کہ سب کے سب نبی اس نعمت سے محروم ہی گئے۔ پھر سنئے! اسباط کے معنی اہل بیت اور اولاد کے ہیں۔ قرآن مجید میں یہ لفظ چار دفعہ آیا ہے۔ اور چاروں موقعوں میں اللہ تعالیٰ نے مختلف نبیوں کا ذکر فرما کر ان کے اسباط کا ذکر کیا ہے اور مسلمانوں کو تاکید کی ہے۔ کہ تم نبیوں اور ان کے اسباط یعنی اہل بیت اور اولاد کی اقتداء کرو۔ مولوی صاحب! یہ حصہ تو رسول کریم صلعم سے پہلے نبیوں کے متعلق تھا۔ اب آنحضرت کے اہل بیت کو لیجئے۔ اور ان کے متعلق قرآن مجید کا فتویٰ سنئے! خدا تعالیٰ اہل بیت کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اہل البیت و یطھرکم تطھیرا۔ یعنی اے اہل بیت نبوی! اللہ کا ارادہ تو یہ ہے۔ کہ تمکو ہر قسم کی پلیدیوں سے صاف کرے اور تمہیں کامل طور پر پاک کرے۔ مولوی صاحب! اس آیت میں اللہ تعالیٰ اہل بیت سے وعدہ فرماتا ہے۔ کہ میں تمکو کامل مطہر بناؤں گا۔ اور آپ فرماتے ہیں۔ کہ پہلے بھی اہل بیت تفرقہ کا موجب رہے ہیں۔ پھر سنئے! اہل بیت نبوی میں سب سے اقرب حضرت فاطمہؓ تھیں آپ بتائیے! انھوں نے مسلمانوں میں کونسا فساد ڈلوایا۔ اور کتنی مرتبہ فتنہ کھڑا کیا۔ اور کونسے افعال ان سے سرزد ہوئے۔ جن سے اہل اسلام پراگندہ ہو گئے۔ اور پھر رسول اللہ صلعم کی اہل بیت کو ... کر گئے۔ آپ فرماتے ہیں یا فاطمۃ الا ترضین ان تکونی سیدۃ نساء اھل الجنۃ (بخاری) یعنی حضرت رسول کریم صلعم نے فاطمہؓ کو بلوا کر اپنی وفات کی خبر سنائی۔ وہ رو پڑیں۔ آپنے انھیں تسلی دی۔ کہ تو اُس جہان میں جلدی مجھے ملنے والی ہے۔ اور تو جنت کی تمام عورتوں کی سردار ہوگی۔ مولوی صاحب! وہ عورت جو بقول آپکے دنیا میں مسلمانوں کے تفرقہ کا موجب تھی۔ اور اہل اسلام میں فتنہ ڈلواتی رہی۔ فوت ہو کر جنت کی تمام عورتوں کی سردار بن جاتی ہے۔ پھر رسول کریم فرماتے ہیں۔ فاطمۃ بضعۃ منی فمن اغضبھا اغضبنی۔ یعنی فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے اسے ناراض کیا۔ اس نے مجھے ناراض کیا۔ کیا وہ عورت جس کی ناراضی رسول کی ناراضی تھی۔ ایک مفسدہ اور فتان ہو سکتی ہے۔ پھر فاطمہ کے بعد آپ کی ازواج مطہرات ہیں۔ کیا وہ مفسدہ تھیں۔ سنئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ یا نساء النبی لستن کاحد من النساء۔ اے نبی کی بیویو! تم تمام عورتوں سے افضل ہو۔ کیا فتنہ اور فساد کے باوجود پھر بھی افضل تھیں پھر انھیں مومنوں کی مائیں قرار دیتا ہے۔ پھر سب سے

پہلی بیوی جس کی اولاد سے اہل بیت کا سلسلہ چلا۔ خدیجہ ہے۔ کیا اس کا وجود تفرقہ کا موجب تھا؟ سنئے رسول صلعم فرماتے ہیں۔ خدیجۃ خیر نسائہا۔ خدیجہ اپنے زمانہ کی تمام عورتوں سے افضل تھیں۔ پھر عائشہؓ بھی آپ ہی کی ایک بیوی تھیں۔ ان کے متعلق فرماتے ہیں۔ فضل عائشۃ علی النساء کفضل الثرید علی سائر الطعام یعنی عائشہ اپنے زمانہ کی تمام عورتوں سے افضل ہے پھر ایک دفعہ کسی نے پوچھا۔ کہ تمام دنیا میں آپکو کون پیارا ہے۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ عائشہ۔ اس نے کہا۔ کہ اس کے بعد۔ آپ نے فرمایا۔ عائشہ کا باپ دیکھو اس حدیث سے عائشہ کے مرتبہ اور منزلت کا پتہ لگتا ہے۔ کیا اب بھی آپ اہل بیت کو برا کہیں گے؟ پھر ازواج مطہرات کے بعد اہل بیت میں امام حسن کا درجہ ہے۔ ان کے بارے میں رسول صلعم فرماتے ہیں۔ ابنی ھذا سید و لعل اللّٰہ ان یصلح بہ بین فئتین من المسلمین۔ مولوی صاحب! آپ کہتے ہیں۔ کہ اہل بیت کا وجود تفرقہ کا موجب رہا۔ مگر ... المکذبین فرماتا ہے۔ کہ مسلمانوں میں تفرقہ ہوگا۔ لیکن حسنؓ کا وجود ایسا بابرکت ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کا تفرقہ مٹائیگا۔ اور پھر مسلمان آپس میں شیر و شکر ہو جائیں گے۔ اب بتایئے۔ ہم آپ کی بات مانیں۔ یا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

پھر ان کے بعد امام حسین کا درجہ ہے۔ ان کے متعلق رسول کریمؐ فرماتے ہیں۔ ھما ریحانتای یعنی امام حسنؓ اور حسینؓ میری خوشبو ہیں۔ مطلب یہ کہ جسطرح کسی چیز کی حقیقت سونگھ کر معلوم ہو سکتی ہے۔ اسی طرح میرے اخلاق عادات اور صفات کا یہ دونوں نمونہ ہونگے۔ لیکن مولوی صاحب! آپ کہتے ہیں۔ کہ وہ دونوں تفرقہ قومی کے موجب تھے

پھر ان کے بعد حضرت علی رضؓ کا درجہ ہے۔ ان کی شان میں رسول صلعم فرماتے ہیں۔ رجل یحبہ اللہ و رسولہ۔ یہ ایسا شخص ہے۔ کہ اللہ اور اس کے رسول کا محبوب ہے پھر فرمایا۔ کہ اے اللہ جس سے علی رضؓ دوستی کرے۔ تو بھی اس شخص کا دوست ہو جا۔ کیا یہ شخص فتنہ پرداز ہو سکتا ہے؟ پھر اس کے بعد مسیح موعودؑ کے اہل بیت کو لیجئے۔ سب سے اول ام المومنین اس نام کی مصداق ہیں۔ ان کے متعلق خدا تعالیٰ حضرت اقدسؑ کو فرماتا ہے۔

اشکر نعمتی رئیت خدیجتی انک الیوم لذو حظ عظیم۔ دیکھئے! آپ کہتے ہیں۔ کہ وہ تفرقہ کا موجب ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ اپنے مسیح کو کہتا ہے۔ کہ تو خدا کا شکر کر! جس نے تجھے ایسی اعلیٰ اور پاک عورت عطا کی۔ جو کہ خدیجہ کے نمونہ پر ہے۔ پھر انک لذو حظ عظیم سے ام المومنین کی کیسی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ مسیح موعودؑ کو ارشاد فرماتا ہے۔ کہ تو بڑا خوش نصیب ہے کہ تجھے ایسی بیوی ہم نے عنایت فرمائی۔

مولوی صاحب! کیا خدا کو علم نہ تھا۔ کہ یہ عورت تفرقہ کا موجب ہوگی۔ کیا اس کو معلوم نہ تھا۔ کہ اس کے بیٹے ذریعہ فساد ہوں گے۔ (نعوذ باللہ من الخوارج) پھر کیا وجہ ہے۔ کہ اسقدر تعریفیں الہاماً بیان فرمائیں۔ ام المومنین کے بعد حضرت اقدسؑ کی اولاد اہل بیت کا مصداق ہے۔ اس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ خواجہ میر درد دہلوی کے خاندان کا ذکر کرتے ہوئے اپنا ایک پرانا الہام تحریر فرماتے ہیں۔

"اس الہام میں ایک نئی بیوی کا وعدہ دیا۔ اور اس الہام میں اشارہ کیا۔ کہ وہ تیرے لئے مبارک ہوگی۔ اور تو اس کے لئے مبارک ہوگا۔ اور مریم کی طرح اس سے تجھے پاک اولاد دی جائیگی۔ سو جیسا کہ وعدہ دیا گیا تھا۔ ایسا ہی ظہور میں آیا۔ (تریاق القلوب)

مولوی صاحب! آپکا قول ہے۔ کہ حضرت صاحب کی اولاد فتنہ کا موجب اور فساد کی جڑھ ہے۔ (معاذ اللہ) لیکن الہام الٰہی کہتا ہے۔ کہ وہ پاک اولاد ہے۔ اب آپ کی بات مانیں یا آپکے مرشد اور اس کے بھیجنے والے کی؟

پھر سنیئے! بیٹوں میں صاحبزادہ محمود احمد اہل بیت کا بڑا رکن ہے۔ آپ اسے فتنہ کا موجب قرار دیتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "اے فخر رسل قرب تو معلومم شد۔ دیر آمدہ ز راہ دور آمدہ"۔ کیا وہ جو رسولوں کا ایسا خادم ہو۔ کہ رسولوں کو اس خادم پر فخر ہو۔ وہ فتنہ پرداز ہو سکتا ہے؟ مولوی صاحب! آپ جس شخص کو مفسد کہتے ہیں خدا تعالیٰ اس کی پیدائش سے بھی پہلے فرما چکا ہے کہ وہ مصلح ہوگا۔ پھر دوسرا رکن بشیر احمد ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ یاتی قمر الانبیاء و امرک یتأتی یسر اللّٰہ وجہک وینیر برہانک سیولد لک الولد ویدنی منک الفضل ان نوری قریب۔

مولوی صاحب! کیا خدا عالم الغیب نہیں؟ کیا وہ بے خبر تھا؟ کہ یہ لڑکا قوم میں تفرقہ ڈلوائے گا۔ پھر اس کو قمر الانبیاء اور اپنا نور قرار دیتا ہے۔ پھر تیسرا رکن شریف احمد ہے۔ آپ اسے بھی تفرقہ انداز سمجھتے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ انا نبشرک بغلام کیا یہ فتنہ پرداز اس قابل تھا۔ کہ خدا اس کی پیدائش کی خوشخبری اور بشارت دیتا۔ ۱۲۔ پھر اہل بیت میں مبارکہ ہے۔ کیا اس نے احمدی جماعت میں فتنہ پھیلایا؟ کیا اس کے ذریعہ فساد ہوا؟ کیا وہ تفرقہ انداز ثابت ہوئی؟ کیا اس نے قوم پر کوئی مصیبت ڈھائی؟ اگر آپکا یہ خیال ہو۔ تو سنیئے! خدا تعالیٰ مبارکہ کے بارے میں فرماتا ہے۔ "اسے بیٹوں کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کہ ایسی آئی جس نے ایسہ مصیبت پائی"۔

یہ الہام مبارکہ کی بریت کرتا ہے۔ کہ اس کے ذمہ کوئی الزام نہیں لگ سکتا۔ پھر سنیئے! جسطرح ابراہیمؑ اپنے نیک بیٹوں کی پیدائش پر خدا کے حضور شکر کا اظہار کرتا ہے۔ اسی طرح حضرت اقدسؑ کو بھی الہام ہوتا ہے۔ الحمد للہ الذی وھب لی علی الکبر اربعۃ من البنین۔ اگر آپ کے بیٹے قوم کو تباہ کرنے والے تھے۔ تو شکریہ کا خاک موقعہ تھا۔ یہ تو ماتم کا مقام تھا۔ علاوہ ازیں مسیح موعودؑ کے حق میں رسول صلعم ایک پیشگوئی فرماتے ہیں۔ "یتزوج و یولد لہ"۔ اس پیشگوئی کے متعلق حضرت صاحب نے لکھا ہے۔ کہ نکاح کرنا اور اس سے اولاد ہونا تو ایک روزمرہ کی معمولی بات ہے۔ سب لوگ اس سے متمتع ہیں۔ مسیح موعودؑ کے متعلق جو یہ فرمایا اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ یہ نکاح ایک بابرکت نکاح اور یہ اولاد نہایت پاک اولاد ہوگی۔ اب آپ ہی انصاف سے فرمائیں۔ کہ آپ کی بات قابل اعتبار ہے یا نبی امی فداہ ابی وامی کی۔ پھر غور کیجئے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول فوت ہوتے ہیں۔ لوگ قادیان میں جمع ہوتے ہیں۔ اور صاحبزادہ صاحب کا انتخاب ہوتا ہے۔ جماعت احمدیہ ایک امام کے ذریعہ پھر وحدت کے جھنڈے کے تلے جمع ہوتی ہے۔ لیکن کچھ پراگندہ اشخاص الگ رہتے ہیں۔ تو بتایئے۔ کہ تفرقہ کس نے ڈالا۔ اس نے کہ جسے لوگوں نے امیر مانا۔ اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔

(16)

یا اُنھوں نے کہ جنھوں نے بیعت نہ کی۔ اور جماعت کے ۹۸ فیصدی حصّے کے ساتھ شمولیت اختیار نہ کی۔ اور امام کے سلک میں منسلک نہ ہوئے۔ اور قادیان جیسے بابرکت مرکز کو چھوڑا اور حضرت کی قائم کردہ انجمن کو توڑا۔ اور اپنے چھ سالہ عہد و پیمان سے منہ موڑا۔ اور کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا لے کر بھان متی نے کنبہ جوڑا۔ کے مطابق لاہور میں اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد جدا بنا کر من شذ شذ فی النار کے مصداق ہوئے کیا جب مولانا مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کا انتخاب ہُوا۔ اور مولوی یار محمدؐ اور عبداللہ تیما پوری اور اس کے گاؤں کے احمدیوں نے اور پشاور کی جماعت کے کئی افراد نے اور سیالکوٹ کے چند آزادی پسندوں نے حضرت مولوی صاحب کی بیعت نہ کی۔ تو کیا حضرت مولوی صاحب تفرقہ انداز تھے۔ یا وہ آدمی جنھوں نے بیعت نہ کی؟ اور جماعت سے الگ رہ کر ید اللہ علی الجماعتہ کے فیضان سے محروم رہے۔ اسی طرح دنیا جانتی ہے۔ کہ تفرقہ انداز کون ہے۔ دیکھو! حضرت صاحبزادہ صاحب تو چاہتے ہیں کہ جماعت ایک شخص کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر تفرقہ سے بچے۔ لیکن پیغام پارٹی کا منشاء ہے۔ کہ چار لاکھ احمدی بالکل جدا جدا رہیں۔ کسی رشتہ میں منسلک نہ ہوں۔ تو بتایئے! حضرت صاحبزادہ صاحب تفرقہ کے بانی ہیں۔ یا آپ لوگ

اور اگر آپ یہ کہیں۔ کہ حضرت صاحبزادہ صاحب خلیفہ ہوئے۔ تو اختلاف پڑا۔ اس لئے آپ ہی موجب تفرقہ ہیں۔ تو صاحب من! اس طرح پر تو تمام انبیاء تفرقہ کا موجب قرار دیئے جائیں گے۔ کیونکہ جب وہ لوگوں میں مبعوث ہوتے ہیں۔ تو تفرقہ پڑ جاتا ہے۔ ایک قوم انہیں مانتی ہے اور ایک گروہ انکار کرتا ہے۔ مخالفت کرتا ہے۔ بھائی۔ بھائی سے۔ بیٹا باپ سے اور بیٹی ماں سے جُدا ہو جاتی ہے۔ چنانچہ خود قرآن مجید کان الناس امۃ واحدۃ فبعث اللّٰہ النبیین مبشرین و منذرین والی آیت میں فرماتا ہے۔ کہ نبیوں کی بعثت سے پہلے تمام لوگ بسبب دینی بے غیرتی کے ایک بنے ہوتے ہیں۔ جب نبی ان میں آتے ہیں۔ اور انذار و تبشیر سے کام لیتے ہیں۔ تو ان کے دو گروہ بن جاتے ہیں۔ اور ان میں تفرقہ پڑ جاتا ہے۔ لیکن اس تفرقہ کا الزام نبیوں پر عائد نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ تفرقہ تو نہ ماننے والے ڈالتے ہیں۔ اگر سب لوگ انھیں مان لیں۔ تو نبی خواہ نخواہ تفرقہ کیوں ڈالیں۔ اس طرح حضرت صاحبزادہ صاحب بھی تفرقہ کے ملزم نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اگر حضرت صاحبزادہ صاحب کے انتخاب کے وقت مولوی محمدؐ علی صاحب اور ان کے متبعین جماعت احمدیہ کے سواد اعظم کے ساتھ مل جاتے۔ تو کیا حضرت صاحبزادہ صاحب نے خواہ نخواہ تفرقہ پیدا کرنا تھا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ جو بیعت سے الگ رہا۔ وہی تفرقہ کا بانی ہے

پھر دیکھو۔ کہ قرآن مجید ایک خیر محض کتاب ہے۔ لیکن کج طبع لوگ اس سے بھی ٹھوکر کھا جاتے ہیں۔ اور قرآن مجید ہی ان کے لئے موجب ابتلاء اور وجہ گمراہی اور ضلالت ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے۔ یضل بہ کثیرا و یھدی بہ کثیرا وما یضل بہ الا الفاسقین۔ لیکن اس میں قرآن مجید کا کوئی نقص نہیں۔ خود کج طبع لوگوں کی کجی اور زیغ کی شامت ہے۔ اسی طرح ایک جگہ فرماتا ہے۔ وننزل من القرآن ما ھو شفاء و رحمۃ للمومنین و لا یزید الظالمین الا خسارا یعنی قرآن بھی ایسی کتاب ہے۔ کہ ایمان لانے والوں ہی کو فائدہ پہنچاتی ہے۔ ورنہ ظالموں کے لئے یہی قرآن خسران کا موجب ہے۔ اسی طرح اہل بیت خود فتنہ کے موجب اور تفرقہ کے بانی نہیں ہاں اگر کوئی کج طبع ان کی وجہ سے ٹھوکر کھاوے۔ یا جماعت سے الگ ہو جاوے۔ تو اس میں اہل بیت کا کوئی قصور نہیں کیونکہ ایسی ٹھوکریں تو نبیوں رسولوں اور قرآن جیسی کتاب سے بھی لوگوں کو لگیں اور لگتی ہیں۔ اور قیامت تک لگیں گی۔ علاوہ ازیں ایک بین امر یہ ہے۔ کہ اور نبیوں کے اہل بیت کو قطع نظر بھی کر دیا جائے۔ تو بھی حضرت اقدسؑ کے اہل بیت موجب فتنہ اور فساد اور تفرقہ نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک کے لئے تعریفی کلمات اور ان کی فطری استعدادوں کا ذکر اور ان کے عظیم الشان کاموں اور ان کے وجود کی برکات کا مفصل بیان حضرۃ اقدسؑ کے الہامات میں ہے۔ اس لئے اگر ہم بفرض محال تنزلاً مان بھی لیں۔ کہ بعض انبیاء سابقین کے اہل بیت میں کوئی نقص ہُوا بھی۔ تو اس سے حضرت اقدس کے اہل بیت کا قیاس نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک کے متعلق اللہ تعالیٰ نے خوشخبریاں دیں۔ اور ان کی خوبیاں بیان کیں۔ تو اگر بسبب اہل بیت ہونے کے آپ کے ان کو اعلیٰ نہیں سمجھتے۔ تو خدا کی پاک وحی کے ماتحت ہی ان کا اپنا

الوصیت کے خلاف کیوں عمل کرتے ہو!

(از محمدؐ مرتضیٰ خان۔ احمدی۔ از پٹیالہ)

برادران لاہور نے اب جناب مولوی محمدؐ علی صاحب ایم۔اے کو امیر قوم لکھنا شروع کر دیا ہے۔ یہ صاحبان عالی قدر ہمیں تو مطعون کرتے تھے۔ کہ ہم نے حضرت صاحبزادہ صاحب کی بیعت کرنے میں خلاف الوصیت حضرۃ مسیح موعودؑ عمل کیا ہے۔ کیونکہ ایک شخص کو ہم نے اپنا امیر اور خلیفہ تسلیم کیا۔ لیکن اب یہی حضرات بتائیں۔ کہ ایک شخص کو قوم میں امیر بنا لینا الوصیت کی کونسی عبارت کے مطابق ہے۔

افسوس! ایک طرف تو شور مچایا جاتا ہے۔ کہ "ہائے حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد کے خلاف عمل ہو رہا ہے"۔ لیکن دوسری طرف اب یہی حضرات حضرت مسیح موعودؑ کے منشاء اور حکم کے خلاف ایک شخص کو امیر قرار دیتے ہیں۔ ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ اگر کسی ایک شخص کے خلیفہ ہونے کا جواز الوصیت سے ثابت نہیں۔ تو ایک شخص کا جماعت میں امیر ہونے کا جواز بھی ہرگز ہرگز الوصیت سے نکل نہیں سکتا۔ ہم بڑے زور سے چیلنج دیتے ہیں۔ کہ اگر کوئی شخص کسی ایک شخص کا قوم میں امیر بنا لینا جائز الوصیت ثابت کر دیگا۔ اور الوصیت سے صریح نص نکال کر دکھا دیگا جس کے الفاظ یا کم از کم مطلب یہ ہو۔ کہ "میرے بعد تم ایک شخص کو قوم میں سے امیر بنا لینا"۔ تو ہم ایسے شخص کو

مبلغ پچاس روپیہ انعام دیں گے

افسوس! جس اعتراض کا نشانہ دوسروں کو بناتے تھے۔ ہمارے بھائی خود اس کا شکار ہو گئے۔

پھر دوسرا عمل جو ہمارے بھائی الوصیت کے خلاف کر رہے ہیں۔ وہ یہ کہ الوصیت میں صاف اور صریح الفاظ میں مرکز سلسلہ قادیان فرمایا ہے۔ لیکن برخلاف اس کے برادران لاہور نے قادیان کے مرکز کو توڑ کر لاہور کو سلسلہ کا مرکز قرار دیا ہے۔ اور اس کو "مدینۃ المسیح" لکھنا شروع کر دیا ہے۔ کیا یہ بھی الوصیت کے مطابق ہے؟ کیا لاہور کو الوصیت میں آپؑ نے مرکز سلسلہ لکھا ہے؟ ان دونوں سوالوں کا جواب نفی میں ہے۔ تو پھر کیونکر الوصیت پر کاربند ہونے کا دعویٰ ہے اور کس بناء پر دوسروں کو مسیح موعودؑ کے حکم کے خلاف کرنے والے کہتے ہو جب تمہاری اپنی یہ حالت ہے۔ کہ صاف اور صریح

نصوص وصیت کے خلاف جا رہے ہو۔

پھر اور سنو! حضرت مسیح موعود ع کی تحریر میں ارشاد ہے گویا آپ وصیت فرماتے ہیں۔ کہ جس امر میں انجمن کی کثرت رائے ہو جائے۔ وہی صحیح سمجھا جائے۔ اور کہ یہ انجمن حضور کے منشاء کے خلاف نہیں کرے گی۔

اب اے برادران! حضرت صاحب کی اس الوصیت کی نص صریح پر کیوں عمل نہیں کرتے۔ کیوں اس کے خلاف عمل در آمد ہو رہا ہے۔ جس صورت میں حضرت اقدس نے صاف ارشاد فرما دیا ہے۔ کہ یہ انجمن میرے منشاء کے خلاف نہیں کریگی اور جو امر اس انجمن کی اتفاق رائے سے طے ہو گا۔ صحیح ہو گا۔ تو آپ کو اب کیوں اس انجمن کے طے شدہ امر میں شبہ کیا یہ شبہ صریح مسیح موعود کی نص الوصیت کے خلاف نہیں۔ اگر ہے اور ضرور ہے۔ تو پھر کس منہ سے الوصیت مسیح موعود ع پر کاربند ہونے کا دعویٰ ہے۔ اور کس حیثیت سے دوسروں کو مسیح موعود کی وصیت کے خلاف کرنے والے کہتے ہو (جس اعتراض کے نیچے حضرۃ خلیفۃ المسیح بھی جو مسلمہ مطاع اور مرشد ہے۔ شامل ہو جاتا ہے) ایک طرف تو یہ رونا کہ الوصیت کے خلاف عمل ہو رہا ہے۔ دوسری طرف اپنی یہ کرتوت۔

پیغام صلح نمبر ۷۳ میں زیر عنوان "حضرت امیر قوم کے پاکیزہ ارشادات" لکھا ہے۔ کہ "حق یہی ہے۔ کہ مسیح موعود ع جیسے عظیم الشان انسان کے مریدوں سے بیعت لینے کا حق ہی رکھتا ہے جو آپ کے ہم رتبہ نہ ہو۔ تو کم از کم آپ کی ایسی ہی پیروی کرنے والا ہو۔ کہ جیسے نبض تنفس کی اور تنفس نبض کی کی کیا کرتی ہے"۔

کیوں صاحب! یہ کونسی الوصیت کے مطابق ہے؟ کیا الوصیت میں یہ لکھا ہے؟ کہ جو شخص میرے رنگ میں رنگین اور میری اسطرح پیروی کرتا ہو جسطرح نبض تنفس کی۔ تو میرے بعد اس کے ہاتھ پر سب نئے پرانے سب بیعت کیا کریں۔ اگر نہیں تو اس کا بار ثبوت آپ پر ہے۔ اور اگر ہے۔ تو اس عبارت کا پتہ ہم کو بھی دیں۔

کیا تو یہ کہا جاتا ہے۔ کہ ہم نے مولوی نورالدین صاحب کی بیعت کرنے میں غلطی کی؟ جھک ماری؟ اور کیا اب یہ مگر نہیں شائد مندرجہ بالا تحریر پہلی تمام تحریروں کی ناسخ ہے کیونکہ لکھا ہے۔ "حق یہی ہے"۔

پس اے برادران! اگر حق یہی ہے۔ تو فیصلہ قریب ہے۔

ہم نے مولوی نورالدین صاحب کی بیعت بھی اسی اصول حقہ کے مطابق کی تھی۔ (اور آپ کی طرح یہ نہیں کہا۔ کہ غلطی کی) اور اب بھی حق ہمارے ساتھ ہے۔ اگر حضرت مسیح موعود نے حضرت مولوی نورالدین خلیفۃ المسیح کی نسبت تحریر فرمایا ہے۔ کہ وہ میری اسطرح سے متابعت کرتا ہے جیسے نفس نبض کی اور ان کو اس وجہ سے آپ نے خلیفہ مانا۔ تو سن لیجئے اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت صاحبزادہ صاحب کی نسبت حضرت مسیح موعود کو الہام فرماتا ہے۔ کہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہو گا۔ بس آپ کے اصول حقہ پیش کردہ کے مطابق حضرۃ صاحبزادہ بوجہ اولیٰ خلافت کے منصب کے شایان اور لائق ٹھہرتے ہیں۔

جو اصول خود پیش کرتے ہو۔ اور جو اصول خود صحیح قرار دیتے ہو۔ اُس پر تو چلو۔ ہمارے نزدیک لاریب **محمود** مسیح موعود کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں، اور آپ میں دینی غیرت ایسی ہی ہے۔ جیسی کہ حضرت مسیح موعود میں تھی۔ آپ خدا کے فضل سے باوجود جوان عمر ہونے کے مسیح موعود کے رنگ میں رنگین ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر خدا کا الہام حسن و احسان میں تیرا نظیر ہو گا۔ آپ کی شان بتلا رہا ہے۔ اس وجہ سے ہم نے آپکی بیعت کی۔ پس جو وجہ آپ نے مولوی نورالدین علیہ السلام کی بیعت کی دی ہے۔ اسی وجہ سے ہم نے حضرت صاحبزادہ صاحب کی بیعت کی ہے تو پھر ہم مطعون کس لئے بن گئے۔ والسلام

مولوی شیر علی صاحب

ایک مراسلت بھیجتے ہیں۔ جس میں ۲۳-اپریل کے پیغام کے ان خیالات دربارۂ نذر کی تردید ہے جو آپ کی طرف منسوب کئے گئے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں نذروں کا روپیہ عزیز عبدالحی کے مکان کے اخراجات کی ادائگی کے لئے بندہ کے پاس جمع کرانا شروع کر دیا تھا۔ چنانچہ ان رقموں میں ایک رقم یکصد روپیہ کی ڈاکٹر محمد شریف صاحب ساکن بٹالہ حال متعین مظفر گڈھ کی طرف سے بطور نذرانہ کے آئی تھی۔ اور حضرت صاحب کی علالت کے دنوں میں خود ہی یہ روپیہ حضرت صاحب کے ارشاد کے بموجب اپنی دستخطوں سے وصول کرتا رہا اور آپ کی ہدایت کے موجب اپنے پاس جمع کرتا رہا۔

ایکدن جب حضرت صاحب نواب صاحب کے مکان پر آئے ہوئے تھے یعنی بیماری کے آخری دنوں میں تو حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے الغ(؟) روپیہ پیش کئے۔ کہ یہ نذرانہ کا روپیہ ہے آپ نے فرمایا۔ "شیر علی کو دیدو"۔ پس اس مشاہدہ کے بعد میں یہ کسطرح کہہ سکتا تھا۔ کہ آپ نذر کا روپیہ اپنی ذات پر خرچ نہیں فرمایا کرتے تھے ٭ (شیر علی)

بھیرہ میں تبلیغ

جناب حافظ روشن علی صاحب و منشی فخرالدین صاحب ۱۳-جون ۱۹۱۴ء بھیرہ میں بوقت ۷ بجے صبح کے تشریف آور ہوئے۔ سارا دن تبلیغ کا کام کرتے رہے۔ شام کا وقت خاص احمدی جماعت کے واسطے لکچر کا رکھا گیا۔ ہفتہ اور اتوار کے درمیان کی رات کا وقت سب جماعت حاضر ہوئی۔ جو کہ دو چار خلافت کے منکر تھے۔ وہ بھی تشریف لائے تھے۔ حافظ صاحب نے سورۃ جمعہ پڑھی۔ اسکی تفسیر کرتے ہوئے بڑے بڑے نکات بیان فرمائے۔ ہر ایک ثناخوان تھا۔ اور "جزاکم اللہ" کی صدا آتی تھی۔ ختم ہونے پر ہمارے روٹھے بھائیوں کے ساتھ مسائل کی تحقیقات کرنے کے واسطے اگلے دن کے بروز اتوار وقت مقرر کیا گیا۔ مولوی محمد صدیق صاحب ۸ بجے حاضر ہوئے۔ اور خلافت کے مسائل پر بحث ہوتی رہی۔ بارہ بجگئے اسوقت مولوی محمد صدیق صاحب نے حافظ صاحب کی خدمت میں عرض کی۔ کہ اب آپ کھڑے ہوکر مدلل طور پر تقریر کریں۔ ہم سنیں گے۔ حافظ صاحب نے اُن کے کہنے پر کھڑے ہوکر وعد اللہ الذین امنوا منکم الی الاخر کی تفسیر بڑے عجیب پیرائے میں بیان فرمائی۔ اور خلافت کا بڑا اعلیٰ ثبوت دیا۔ پھر عام لکچر کا وقت بوقت شام بروز اتوار بتاریخ ۱۴-جون مقرر ہوا۔ اور پھر تمام شہر میں منادی کرائی گئی اور اعلان اسلام کی صداقت کا کیا گیا۔ خدا کے فضل سے تمام احمدی بھی آگئے۔ اور کچھ غیر احمدی بھی تشریف لائے۔ حافظ صاحب نے لکچر لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ پر شروع کیا۔ خدا نے حافظ صاحب کی زبان میں کوئی وہ اثر رکھا۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ روح القدس کی تائید سے بول رہے ہیں۔ وہ وہ نکات معرفت بیان کئے۔ کہ جس سے احمدی تو الگ غیر احمدی بھی مرحبا مرحبا کر رہے تھے اور کچھ حضرت ابراہیم کا واقعہ بیان فرمایا۔ دو گھنٹہ تقریر فرمائی۔ اللہ تعالیٰ حافظ صاحب کو جزاء خیر دے۔ اور روح القدس سے انکی ہر جگہ تائید فرماوے۔ آمین لکچر کے بعد لوگ چلے گئے دوسرے دن غیر احمدیوں کی زبانی سننے میں آیا۔ کہ اس شخص نے کلمہ طیبہ کی تقریر کرنے میں کمال کیا۔ فالحمد للہ رب العالمین (نامہ نگار)